نفاذ اردو

اپریل ۲۰۲۳

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

تحریک نفاذ اردو پاکستان کا ترجمان

اپریل ۲۰۲۳
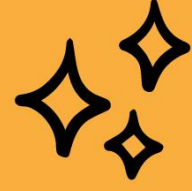
زیر نگرانی: فرخندہ شمیم

مدیر اعلیٰ: عطاءالرحمن چوہان　　مدیر: فریال اوزگل　　مدیر منتظم:کائنات عبدالرشید

مجلس قائدین

ڈاکٹر مبین اختر سید، ڈاکٹر معین الدین عقیل، ڈاکٹر خالد اقبال یاسر، ڈاکٹر محمد اسحاق انصاری، پروفیسر جلیل عالی، محمد اسلام الوری، احمد حاطب صدیقی، محمد اسلام نشتر

مجلس مشاورت

سید ظہیر گیلانی، نیئر سرحدی، سید مشتاق بخاری، نمیر حسن مدنی، ڈاکٹر ساجد خاکوانی، سید مکرم علی، افشیں شہریار، عمارہ کنول

مجلس ادارت

آصفہ ارشاد، ثبات گل، عائشہ خان

فہرست مضامین

تحریک نفاذ اردو پاکستان

دفتر:ایس۔۲۰۰،ملک آباد شاپنگ مال، مری روڈ، سٹلائٹ ٹاون، راولپنڈی

www.tnupak.com　　tnupak@gmail.com

Facebook.com/TNUPAK　　Whats app 03495059760

اے لوگو! جو ایمان لاتے ہو، اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔ سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔ اللہ کے اس احسان کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کیا ہے۔ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اس نے تمہارے دل جوڑ دیے اور اس کے فضل و کرم سے تم بھائی بھائی بن گئے۔ تم آگ سے بھرے ہوئے گھڑے کے کنارے کھڑے تھے، اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا۔ اس طرح اللہ اپنی نشانیاں تمہارے سامنے روشن کرتا ہے شاید کہ ان علامتوں سے تمہیں اپنی فلاح کا سیدھا راستہ نظر آجائے۔

تم میں کچھ لوگ ایسے ضرور ہی رہنے چاہییں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں۔ جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔ کہیں تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقوں میں بٹ گئے اور کھلی کھلی واضح ہدایت پانے کے بعد پھر اختلافات میں مبتلا ہوئے۔ جنہوں نے یہ روش اختیار کی وہ اُس روز سخت سزا پائیں گے۔ (آل عمران: ۱۰۲ تا ۱۰۵)

نقوش سیرت

(اجتماعیت سے جڑ کر رہنا)

حضور ﷺ نے فرمایا: جس طرح بکریوں کا دشمن بھیڑیا ہے اور اپنے ریوڑ سے الگ ہو جانے والی بکریوں کو بآسانی شکار کرلیتا ہے، اس طرح شیطان انسان کا بھیڑیا ہے۔ اگر جماعت بن کر نہ رہیں تو یہ انہیں الگ الگ نہایت آسانی سے شکار کرلیتا ہے۔ تو اے لوگو! پگ ڈنڈیوں پر مت چلو، بلکہ تمہارے لیے ضروری ہے کہ جماعت اور عامۃ المسلمین کے ساتھ رہو۔

(مسند احمد، مشکوۃ: حدیث نمبر ۱۷۴)

اداریہ

اقبال، قومی زبان اور پاکستان

ہماری قومی زندگی میں اپریل علامہ اقبالؒ سے منسوب ہے۔ مصورِ پاکستان علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے ساری زندگی مسلمانوں بالخصوص مسلمانان برصغیر کو جگانے اور مغربی تہذیب کے جال سے نکال کر اپنی خودی پر کاربند کرنے کی جدوجہد کی۔ انہیں یہ یاد کروایا کہ تم اس سرزمین پر خدا کی پسندیدہ اور منتخب امت ہو، تمہارے ذمے دنیا کو جگانے، امن و اخوت کا پیغام دینے اور انسانوں کو مادی اور لادینی جہالت سے نکال کر توحید خداوندی پر جمع کرنا ہے۔ تم مغرب کی چمک دمک میں غرق ہونے کے بجائے اپنی دنیا آپ پیدا کرو اور اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دنیا کی رہنمائی کا فریضہ انجام دو۔ برصغیر میں اس کار جہاں بینی کے لیے ایک آزاد مملکت کی ضرورت تھی، جہاں افکار تازہ پنپ سکیں اور دنیا کو دھشت، وحشت، جنگ و جدل، بدامنی، لوٹ مار اور وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم، طاقت کی بنیاد پر انسانوں کو غلام بنانے کے خلاف پیغام حریت دیا جا سکے۔

۱۹۳۵ء کے خطبہ آلہ آباد میں اقبال نے اپنے تصور کا ابتدائی خاکہ پیش کیا تھا اور مسلمانان برصغیر نے اسے اپنا لائحہ عمل قرار دیتے ہوئے ایک ایسی ریاست کے قیام کے لیے جدوجہد شروع کی، جہاں مسلمان اپنے عقائد و نظریات کے مطابق آزادانہ زندگی بسر کر سکیں اور اپنے منصب خلافت کی بجاآوری کے لیے تیاری کر سکیں۔ اس جدوجہد کا آغاز محمد بن قاسم سے ہوا تھا، قائداعظم محمد علی جناحؒ، علامہ اقبالؒ، چودھری رحمت علیؒ، سرسید احمد خانؒ، مولانا محمد علی جوہرؒ، مولانا شوکت علیؒ اور ان جیسے ہزاروں قائدین اور لاکھوں کارکنان نے اپنی خون جگر سے آگے بڑھایا۔ پاکستان کا قیام ۱۹۴۷ء میں ہوا تو ایک امید بنی کہ مسلمانان برصغیر اپنے مقدس مشن کو اس سرزمین سے آگے بڑھائیں گے۔

قائدین پاکستان کی رحلت کے بعد پاکستان کو کچھ طالع آزماؤں نے تختہ مشق بنایا، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ فکر اقبال جناح اور نظریہ پاکستان رفتہ رفتہ اس سرزمین پر اجنبی ہوتا چلا گیا۔ نہ اسلامی طرز زندگی کو اختیار کیا گیا اور نہ قومی زبان اور قومی اقدار کو فروغ پانے کا موقع ملا۔ مقتدرہ کی ہزار سازشوں کے باوجود نظریہ پاکستان آج بھی قوم کے دلوں کی دھڑکن ہے اور وہ ہر روز قابض اشرافیہ کے خول سے نکل کر افکار اقبال و جناح پر کاربند ہونے کا عزم کرتے ہیں۔

تحریک نفاذِ اردو پاکستان اسی جدوجہد کا تسلسل ہے، جو شب و روز سرگرم عمل اپنی منزل کی طرف بڑھ رہی ہے۔ ہم افکار قائدین اور نظریہ پاکستان کا احیاء نفاذ قومی زبان سے کرنے پر یقین رکھتے ہیں اور یہ ساری جدوجہد اسی مرکزی نکتے کے گرد گھومتی ہے۔ سفر کٹھن اور حالات ناگفتہ بہ سہی، عزم جواں ہو اور نگاہ منزل پر رہے تو سفر کی طوالت اور سختیاں سدراہ نہیں بنتیں بلکہ بقول اقبالؒ "تندی باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب، یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کو۔

یکم اپریل ۲۰۲۳

عطاء الرحمن چوہان،
مدیر اعلیٰ

اقبال اور قومی زبان اردو

سعید صدیقی

ابتلا اور مصائب کے اس دور میں جب اردو کو مٹانے کی سازشیں اپنے عروج پر تھیں مسلمانوں نے اپنے دور حکومت میں جس قوم کو جملہ سیاسی اور معاشی مراعات سے نوازا تھا۔ ان کا مہاتما کہتا تھا کہ اردو قرآن کے رسم الخط میں لکھی جاتی ہے، اردو مسلمانوں کی مذہبی زبان ہے، قآن کے حرفوں سے لکھی جاتی ہے، اسے مسلمان بادشاہوں نے پھیلایا لہٰذا ہندوستان کی زبان ہندی ہونا چاہیے۔ ہم کسی قیمت پر ہندی کو نہیں جھوڑ سکتے۔ اردو ہندی جھگڑا سرسید احمد خان کے زامنے سے چلا آرہا تھا، دفتری اور عدالتی زبان اردو کو ختم کرنے کے لیے بڑے پیمانے پر سازشیں جاری تھیں۔

سرسید احمد خان نے ۱۸۸۶ء میں بنارس کے مقام پر واشگاف الفاظ میں کہا تھا اگر ہندوؤں کی تنگ نظری اور تعصب کا یہی حال رہا تو وہ دن دور نہیں جب برصغیر ہندو انڈیا اور مسلم انڈیا کے درمیان بٹ جائے گا۔ گویا اردو قومی نظریہ کی اساس اردو زبان بنی جو مطالبہ پاکستان کی شکل میں ایک سیاسی تحریک کے طور پر ملک کے طول و عرض میں پھیلتی چلی گئی۔ سرسید احمد خان کے دو ادارے محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس اور سائینٹیفک سوسائٹی نے مسلمانوں میں سیاسی اور معاشی شعور بیدار کیا اور ہندوستان میں وسیع پیمانے پر مسلم سکو اور کالج کھلتے چلے گئے۔ انجمن حمایت اسلام کی بنیاد لاہور میں اسی کے سبب قائم ہوئی۔ جناب حسن علی آفندی نے سندھ مدرستہ الاسلام کی کراچی میں بنیاد ڈالی۔ علامہ اقبال نے ایک طرف بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کا بھرپور ساتھ دیا۔ صوبہ پنجاب میں یونینسٹ کے سحر کو توڑ کر اس کے مقابلے میں مسلم لیگ کے لیے راہ ہموار کرنے میں بڑا کردار ادا کیا۔ ادھر فروغ اردو کے سلسلے میں بابائے اردو مولوی عبدالحق کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کی۔ اقبال ڈے کی مناسبت سے میں نے یہاں بابائے اردو مولوی عبدالحق کی ایک تقریر کو زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے، تحریر کر رہا ہوں۔ فرماتے ہیں ایک ایسے نازک وقت میں کہ ہم شکستہ دل اور مایوس تھے اور ہر طرف تاریکی ہی تاریکی تھی۔ حق تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم سے ہماری قوم میں اقبال جیسی عظیم المرتبت ہستی کو پیدا کیا جس کی نظیر نہ صرف اس برصغیر بلکہ اس عہد کی تمام دنیائے اسلام میں نہیں ملتی، یہاں تک کہ غیروں نے بھی اس کی عظمت کا اعتراف کیا ہے اور انھیں کہنا پڑا کہ اقبال بہت بڑا شخص تھا۔ بڑا شخص سے کیا مطلب ہے ایک صاحب جاہ و ثروت بھی بڑا شخص ہو سکتا ہے، ایک عالی دماغ فلسفی بھی بڑا شخص مانا جاسکتا ہے، ایک نازک خیال شاعر، ایک ماہر متاع، ایک عالم متبحر، ایک کامل سیاست داں یہ سب بڑے شخص ہو سکتے ہیں لیکن ہم جسے بڑا شخص مانتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ وہ جو اپنے افکار اور اپنی زندگی سے دلوں میں ولولہ اور دماغوں میں جلا اور خیالات میں انقلاب پیدا کر دے اور ان کے طرز فکر ہی کو نہیں بلکہ ان کے دماغوں کی ساخت کو بھی بدل

دے اور زندگی کا نیا تصور عطا کرے، قوم کی تاریکی سے نکال کر اجالے میں لے آئے اور پستی اور ذلالت کی راہ سے موڑ کر اس راستے پر لے آئے جسے ہم صراط مستقیم کہتے ہیں۔ دنیا کے بڑے بڑے مصلحین، مفکرین نے جو کیا خلق خدا کی یہی خدمت اقبال نے انجام دی وہ بہت بڑا بت شکن بھی تھا۔ اس نے جمود، سکون کے بت کو توڑا، فرنگی تہذیب کے بت کو توڑا، یونانی عجمی اور ہندی تہمات اور خیالات باطلہ کے بت کو توڑا اور حیرت انگیز انقلاب اس نے اپنے حیات آفریں خیالات کی قوت سے برپا کیا۔ خیال کی قوت دنیا میں سب سے بڑی قوت ہے ایٹم بم کی قوت سے زیادہ ایک ایک خیال نے دنیا کے طبقے الٹ دیے ہیں۔ قوم کی کایاپلٹ دی ہے۔ ان میں نئی زندگی بھر دی ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ مردوں کو زندہ کر دیا ہے۔ اقبال کے کلام میں ایسے انقلاب انگیز اور حیات آفریں خیالات جابجا ملتے ہیں۔ اس کے اندر حکمت و ہدایت کے بے بہا جواہرات بھرے ہوئے ہیں جس سے ہر شخص اپنی افتادہ طبع اور مزاج کے موافق ہدایت اور روشنی حاصل کر سکتا ہے۔ میرے دل میں اقبال کی بڑی قدر ہے وہ یہ ہے کہ اس نے اپنے عالی خیالات اور افکار بلند سے ہماری قومی زبان کا مرتبہ اس قدر بلند کر دیا کہ اس سے پہلے اسے کبھی نصیب نہیں ہوا۔

ہمیں اردو کا ممنون ہونا چاہیے کہ اس کے واسطے سے ہم نے اقبال کو پہچانا۔ اگر اقبال کسی مقامی زبان میں لکھتا تو کیا یہ مقبولیت، یہ اثر، یہ جوش اور یہ بیداری پیدا ہو سکتی تھی، ہر گز نہیں۔ اگر آپ گزشتہ تاریخ پر نظر ڈالیں گے تو معلوم ہو گا کہ اس کی ابتدا ابھی گو وہ کسی بھی خفیف ہو اردو سے ہوئی۔ ۱۸۶۷ء میں ہندوؤں نے اردو کو دفتروں اور عدالتوں اور مدرسوں سے خارج کرنے کی زبردست کوشش کی سرسید نے اس کا مقابلہ کیا اور آخر دم تک اس کی حمایت میں مردانہ وار لڑتے رہے۔ اپنی تعلیمی رپورٹ کے سلسلے میں لکھتے ہیں۔ میں ۳۰ سال سے ملک کی خدمت کر رہا ہوں۔ میں نے کبھی ہندو مسلمان کا امتیاز نہیں کیا لیکن جب ہندوؤں نے اردو کی مخالفت کی اور ایسی بیزاری کا اظہار کیا جس کا تعلق اسلامی عہد سے ہے تو مجھے یقین ہو گیا کہ ہم مل کر کام نہیں کر سکتے اور میں نے اپنی کوششوں کا رخ مسلمانوں کی اصلاح اور تعلیم کی طرف پھیر ادیا۔ اس وقت سے مسلمان الگ ہو گئے اور دو جدا قومیں بن گئیں۔ سرسید نے قوم اور قومیت کا مفہوم بدل دیا۔ اس وقت سے ہمارے دلوں میں ایک نیا تصور بیدار ہوا۔ غرض اگر آپ واقعات کا مطالعہ کریں اور تہہ تک پہنچنے کی کوشش کریں تو معلوم ہو گا کہ تصور پاکستان کی بنیاد میں جس نے پہلی اینٹ رکھی وہ اردو تھی اور اس خیال کی جو اشاعت و پروپیگنڈے میں اس نے جو بے نظری کام کیا وہ کسی دوسری طرح ممکن نہ تھا۔ اس نے پاکستان کے پیغام کو ملک کے کونے کونے اور گھر گھر پہنچایا جو کوئی دوسری زبان نہیں کر سکتی تھی۔ اردو کا پاکستان پر حق ہے اور یہی وجہ ہے کہ قائد اعظم نے صاف الفاظ میں اعلان کیا کہ پاکستان کی زبان اردو ہو گی اور کوئی دوسری زبان نہیں ہو سکتی اور جو اس بارے میں غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ پاکستان کا صریحی دشمن ہے۔ (ماخوذ مکتوب اقبال)

ہم نے اس کی کیا قدر کی اس کا آپ کو اندازہ اس حقیقت سے ہو گا کہ آج ۶۰ برس سے زیادہ عرصہ گزر جانے کے باوجود قومی زان اردو کو وہ سرکاری مقام نہیں دیا گیا جس کا اعلان قائد اعظم محمد علی جناح نے ۱۹۴۸ء میں کیا تھا بلکہ قومی زبان اردو کی حقیقت کو کم

کرنے کی سازشیں ہو رہی ہیں۔ اس سلسلے میں ایک انگریزی معاصر میں یکم نومبر کو ممتاز ادیب محقق سابق چیئر مین مقتدرہ پروفیسر فتح محمد ملک کا بیان شائع ہوا ہے کہ نیشنل لینگویج اتھارٹی کو ایک محکمہ تک محدود کرنے کی تجاویز پیش کی جارہی ہیں جو آئین کی کھلی خلاف ورزی ہے جب تک اردو کو اس کا سرکاری مقام عطا نہیں کیا جاتا اس وقت تک اتھارٹی کا ختم کیا جانا ایک ناجائز اور غیر قانونی فعل ہے۔ یہ اتھارٹی قائم ہی اس لیے کی گئی تھی کہ ۱۹۷۳ء کے آئین کے نفاذ کے ۱۵ سال کے اندر اردو کو اس کا سرکاری مقام عطا کیا جانا چاہیے تھا۔ اب اتھارٹی کا نیا نام نیشنل لینگویج پروموشن ڈیپارٹمنٹ رکھا گیا ہے۔

فتح محمد ملک صاحب نے اس کی ذمہ داری تمام ان حکومت پر ڈالی ہے جو اقتدار کی سنگھاسن پر براجمان رہی ہیں۔ ملک صاحب نے افسوس کے ساتھ اس واقعے کا ذکر کیا ہے کہ حال ہی میں صدر افغانستان حامد کرزئی پاکستان کے دوسرے پر تشریف لائے انھوں نے اردو زبان میں تقریر کی اور ہمارے صدر آصف علی زرداری نے جواب انگریزی زبان میں دیا۔ پروفیسر فتح محمد ملک کا تفصیلی بیان یکم نومبر کے ایک انگریزی معاصر میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ کالم میں جگہ نہ ہونے کے سبب میں نے اختصار سے کام لیا ہے۔ میری استدعا ہے کہ جو ہر محب وطن کی خواہش ہو گی کہ چیف جسٹس جناب افتخار محمد چوہدری قومی زبان اردو کے اس مسئلے کو سوموٹو نوٹس لیں گے اور قومی زبان اردو کو اس کا جائز مقام عطا فرمانے میں آئیں کی پاسداری اور تقاضوں کو اس کے منطقی انجام تک پہنچانے میں اپنا کردار ادا کریں گے۔[1]

(چیف جسٹس افتخار چوہدری سینکڑوں از خود نوٹس لیتے رہے لیکن قومی زبان کو نوٹس لینے کی توفیق نہیں ہوئی)۔

اسلام آباد۔ مولانا عطاء اللہ یوسفزئی، ناظم صوبہ جمعیت طلبہ عربیہ کے پی نے صدر تحریک نفاذ اردو پاکستان عطاء الرحمن چوہان سے ملاقات کی۔ ملاقات میں قومی زبان کے نفاذ پر مشترکہ حکمت عملی اختیار کرنے اور دینی مدارس کے طلبہ کو متحرک کرنے پر اتفاق ہوا۔

[1] روزنامہ جنگ راولپنڈی، ۸ نومبر ۲۰۱۲ء

قومی زبان اس طرح نافذ نہیں ہو گی!

عطاء الرحمن چوہان

بظاہر ساری قوم اردو کے ساتھ ہے بالکل اسی طرح ہم اہل کشمیر کے ساتھ ہیں۔ پچھتر سال میں اس رویئے کی وجہ سے نہ کشمیر آزاد ہوا اور نہ قومی زبان اردو کو سرکاری زبان کا درجہ ملا۔ مسلمان خلیفہ حجاج بن یوسف کا قصہ مشہور ہے وہ عمرہ کرنے گئے تو وہاں ایک شخص زار و قطار رو، رو کر دعا مانگ رہا تھا۔ دوسرے سال پھر بادشاہ عمرے پر گیا تو اس سائل کو یوں ہی روتا پایا۔ اسے حیرت ہوئی کہ سال گزر گیا، رب تعالیٰ نے فریاد کیوں نہیں سنی۔ بادشاہ نے سائل سے مخاطب ہو کر کہا کہ مجھے لگتا ہے تو اپنی دعا میں مخلص نہیں ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ بندہ خانہ کعبہ میں سال بھر سے مشغول دعا ہے اور دادرسی نہ ہو، تم اخلاص سے دعا نہیں کرتے، میں طواف کرنے اندر جا رہا ہوں، میری واپسی تک تمہاری دعا قبول نہ ہوئی تو تمہارا سر قلم کر دوں گا۔

سائل جانتا تھا کہ بادشاہ اپنے حکم پر عمل کروانا جانتا ہے۔ (ہمارے سپریم کورٹ کی طرح صرف حکم نہیں دیتا). سائل کو جان کے لالے پڑ گئے اور اس نے خشوع و خضوع سے التجاء کی۔ روائت ہے کہ چند منٹوں میں اس کی بینائی بحال ہو گئی اور جان بھی بچ گئی۔

یہی معاملہ ہمارا بھی ہے۔ اس لیے ہمیں بھی کسی حجاج بن یوسف کا انتظار نہیں کرنا چاہیے۔ مشرقی پاکستان (اب بنگلہ دیش) کے صدر جنرل ضیاء الرحمن نے اپنے بیوروکریٹس کو بلا کر اس رائے کا اظہار کیا کہ ہمیں انگریزی سے جان چھڑا کر بنگلہ زبان کو دفتری اور سرکاری زبان کے طور پر اختیار کرنا چاہیے۔ سارے سیکرٹریوں نے وہی حیلے بہانے تراشے جو ہمارے بیوروکریٹ گھڑے بیٹھے ہیں۔ جنرل ضیاء الرحمن نے نوکر شاہی کی بات سن کر اپنا سرکاری پستول نکال کر میز پر رکھتے ہوئے کہا کہ آپ سب کو بنگلہ بولنا بھی آتی ہے اور لکھنا بھی، تاہم اگر کسی کو کوئی دقت پیش آ رہی ہے تو چھ ماہ میں دور کر لے۔ چھ ماہ بعد بنگلہ دیش کا نظام قومی زبان میں چلایا جائے گا اور جس افسر کو بنگلہ میں کام کرنا نہیں آئے گا اسے جبری ریٹائر کر کے گھر بھیج دیا جائے گا۔۔۔ پھر سارے بہانے ختم ہو گئے اور چھ ماہ بعد بنگلہ ملک کی سرکاری زبان بن گئی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج بنگلہ دیش نویں بڑی اقتصادی طاقت ہے۔

ہمارے ہاں جنرل ضیاء الحق نے نظام صلواۃ قائم کرتے ہوئے قانون بنایا کہ تمام دفاتر میں نماز ظہر باجماعت ادا ہو گی اور جو افسران نماز کے پابند نہیں ہوں گے، ان کی ترقی نہیں ہو گی۔

میں نے گنہگار آنکھوں سے دیکھا کہ ساری نوکر شاہی دفاتر کی مساجد میں پہلی صفوں میں کھڑی نظر آتی تھی۔ ہمارے ہاں قومی زبان کو عزت دینے والا کوئی حکمران آنا مشکل ہے، جب تک عوام اس معاملے میں سنجیدہ نہیں ہوں گے، کچھ نہیں ہونا۔۔۔

کیسے ممکن ہے کہ دستور کی شق 251 پینتس سال سے نظر انداز ہوتی رہے اور سپریم کورٹ کا فیصلہ پندرہ سال تک لٹکایا جاتا رہے۔۔۔۔ یہ سب مقتدرہ (حکمران ٹولے، سول و ملٹری نوکران اور ججوں) کی ملی بھگت ہے۔ جو عوام کی قومی زبان سے نیم دلانہ محبت کے باعث بے شرمی سے ڈٹے ہوئے ہیں۔۔

جس دن قومی زبان سے محبت کرنے والوں نے اپنے دعوے کے ساتھ سچائی دکھائی یہ مقتدر ٹولہ ایک ہفتے میں قومی زبان کو نافذ کر دے گا بلکہ قومی زبان کا سب سے بڑا دعویدار بن کر سامنے آئے گا۔ جب تک ہم اپنے وقت، اپنے مال اور اپنی صلاحیتوں کو قومی زبان کے لیے متحرک نہیں کریں گئے تب تک اپاہجوں کی طرح حسرتوں کی تصویر بنے رہیں گے۔ ہمیں حقیقی آزادی (نفاذ اردو) یا مستقل محکومی میں سے کسی ایک راستے کا انتخاب کرنا پڑے گا۔ فیصلہ کن جدوجہد میں شمولیت کے خواہش مند رابطہ کریں۔

اسلام آباد۔ تنظیم اساتذہ پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل پروفیسر رئیس احمد منصوری سے عطاء الرحمن چوہان، صدر تحریک نفاذ اردو پاکستان کی ملاقات اور تعلیمی اداروں میں نفاذ قومی زبان کی سرگرمیوں پر اشتراک عمل پر اتفاق ہوا۔

سینیٹر مشتاق احمد نے اردو کو بطور قومی زبان قرار دیے جانے سے متعلق تحریک ایوان میں پیش کردی۔
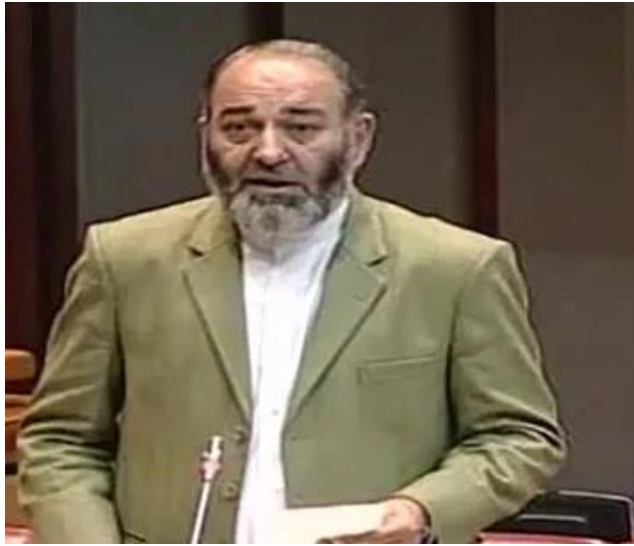
جماعت اسلامی پاکستان کے سینیٹر اور معروف پارلیمنٹرین مشتاق احمد خان نے ایوان بالا میں قومی زبان اردو کے نفاذ کے بارے میں تحریک پیش کی اور اپنی تحریک پر گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ دستور پاکستان کے مطابق قومی زبان اردو کو ۱۹۸۸ء سے بطور سرکاری زبان رائج ہونا چاہیے تھا، جس پر سابق اور موجودہ حکمران توجہ نہیں دے رہے۔ انہوں نے ۸ ستمبر ۲۰۱۵ء کے سپریم کورٹ کے فیصلے کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ عدالتی حکم کے بعد تو معاملے کو لٹکانے کی کوئی گنجائش نہیں رہنی چاہیے تھی لیکن اشرافیہ ہر طرح کے قانون اور فیصلوں سے خود کو بالاتر سمجھتی ہے، جس کے نتیجے میں ملک انتشار، طبقاتی تقسیم اور لاقانونیت کی طرف بڑھ رہا ہے۔ انہوں نے سپریم کورٹ کے فیصلے کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ حکومت پاکستان جولائی ۲۰۱۵ء میں قومی زبان کو سرکاری زبان کا درجہ دینے کا حکم دے چکی ہے لیکن کسی بھی سطح پر عمل نہیں ہو رہا۔ انہوں نے کہا کہ فوری طور پر ملک کا نظام انگریزی سے اردو میں منتقل کیا جائے۔ ہر سطح کی سرکاری ملازمتوں کے امتحان اردو میں لیے جائیں اور انگریزی کے بجا استعمال پر پابندی عائد کی جائے۔ انہوں نے اٹلی پارلیمنٹ میں زیر بحث بل کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ خود یورپی یونین کے ممالک اپنے ہاں انگریزی زبان کے الفاظ پر پابندی کے لیے قانون سازی کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے چین، جاپان اور فرانس کے دورے میں یہ مشاہدہ کیا ہے وہ وہ ملک ترقی یافتہ ہونے کے باوجود ہر سال کئی لاکھ کتب کا اپنی زبان میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے انہوں نے مثالی ترقی کی ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ ہم اپنی قومی زبان اختیار کرنے کے بجائے روز بروز انگریزی کو مستحکم کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ تحریک کی حمایت کرتے ہوئے سینیٹر تاج حیدر نے کہا کہ فوری طور پر اردو کے نفاذ کے لیے ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی قائم ہونی چاہیے جو اس پر عمل درآمد کو یقینی بنائے اور اس کی پیش رفت سے بھی آگاہ رہے۔ ایوان نے اس تحریک پر اتفاق کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قومی زبان کو دستور کے مطابق بلا تاخیر سرکاری زبان کا درجہ دے کر عوام کو انگریزی کے چنگل سے آزاد کیا جائے۔ سینیٹر مشتاق احمد خان نے لاہور ہائی کورٹ کے حالیہ فیصلے کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ایک اور عدالت نے بھی سپریم کورٹ کے فیصلے پر عمل درآمد کا حکم دیا ہے۔ قوم یہ جاننا چاہتی ہے کہ نفاذ قومی زبان میں آخر کیا رکاوٹ ہے، اگر یہ صرف اشرافیہ کی ہٹ دھرمی ہے تو پھر پارلیمان کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ ہم ملک کو چند لوگوں کی خواہشات کی بھینٹ تو نہیں

اردو، اسلامیات اور مطالعہ پاکستان کے خلاف عالمی سازش

یہ شاید کم لوگوں کو علم ہو گا کہ اگرچہ اولیول (مساوی میٹرک) کے
نصاب میں تو اردو، مطالعہ پاکستان اور اسلامیات شامل ہیں مگر اے لیول (مساوی انٹر میڈیٹ) کے نصاب سے ان تینوں لازمی مضامین کو خارج کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ تینوں مضامین پاکستان کے سرکاری قومی نصاب میں لازمی مضامین کے طور پر شامل ہیں۔

اور اگر سرکاری کالج کا کوئی امیدوار ان میں سے کسی ایک مضمون کا امتحان نہ دے تو اسے سند نہیں ملتی۔ مگر حیرانی ہے کہ وفاقی وزارت تعلیم کا ادارہ IBCC: Inter Board Committee of Chairmen اے لیول پاس کرنے والوں کو پھر بھی انٹر میڈیٹ کے مساوی ہونے کا سرٹیفیکیٹ Equivalence Certificate جاری کرتا ہے اور اے لیول پاس کرنے والے طلبہ اسی مساوی سرٹیفیکیٹ کی بنیاد پر میڈیکل کالجوں اور انجینیرنگ یونیورسٹیوں میں داخلے کے امتحان میں سرکاری قومی نصاب پڑھ کر آنے والوں کے ساتھ مقابلے میں حصہ لیتے ہیں اور داخلہ لے لیتے ہیں۔ اور چونکہ اے لیول والوں پر کم مضامین کا بوجھ ہوتا ہے اس لیے وہ زیادہ نمبر لے لیتے ہیں اور زیادہ نشستوں پر قابض ہو جاتے ہیں۔

برطانوی کیمبرج نظام (اولیول اور اے لیول) کے تحت امتحان دینے والوں کی شرح دن بدن بڑھ رہی ہے مگر ان گریجویٹس کا مطالعہ پاکستان، اردو اور اسلامیات کے بارے میں علم نامکمل ہوتا ہے۔ جس سے ان گریجویٹس کا پاکستانی معاشرے اور قومی زبان اردو سے لگاؤ بھی کمزور ہو جاتا ہے۔ قومی یک جہتی، دین اسلام، اور قومی زبان اردو کے خلاف اس سازش کو ڈکٹیٹر مشرف کے دور میں اشرافیہ خاندانوں، پرایئویٹ سکولوں کے مالکان اور برٹش کونسل نے مل کر عملی جامہ پہنایا۔ اکثر عوامی نمایندوں اور دینی راہنماؤں کو اس کا علم ہی نہیں کہ اے لیول کے تحت کیا ہو رہا ہے۔ اس پالیسی کے خلاف مہم چلانے کی اشد ضرورت ہے۔

اے اور اولیول (A& O Level) کو پرکشش بنا کر پوری اشرافیہ کو اس کی لپیٹ میں لے لیا گیا ہے اور اب حد یہ ہے کہ بہت سارے نامور مذہبی اداروں نے بھی اپنے ہاں اے اور اولیول کا نصاب شروع کر دیا ہے۔ مغربیت کی دوڑ میں سب کچھ حلال ہوتا جا رہا ہے اور ان مذہبی اداروں کی طرف سے بڑے فخر سے ساتھ نمایاں کارکردگی دکھانے والے طلبہ کو پیش کیا جا رہا ہے۔ جس کے پس منظر میں مارکیٹنگ اور ہر من مزید کی آڑ میں اغیار میں رنگے جانے کی دوڑ ہے۔ انگریزی کے ناجائز تسلط کو ختم کرنے کے لیے اب کچھ مذہبی ٹھیکیدار انگریزی میں مقابلے پر اتر آئے ہیں۔ جہاں سے مطالعہ پاکستان اور اسلامیات کو خارج کر دیا گیا ہے۔ انہیں اس سے غرض نہیں، وہ اپنی دکان کامیاب کرنا چاہتے ہیں۔

"قوم جس کا حافظہ کھو یا گیا"

احمد حاطب صدیقی (ابونثر)

اب سے تین برس پہلے کا قصہ ہے ۲۰۲۰ء کے اوائل میں ملک کے ایک موٴقر نصاب ساز ادارے سے دعوت ملی: "چند دنوں کے لیے کراچی چلے آیئے اور ہمارے شہر کے تعلیمی اداروں میں اُردو پڑھانے والے اساتذہ کو اُردو پڑھایئے۔" ہم حیران رہ گئے: "صاحب! آپ نے عجیب فرمائش کی ساحلِ سمندر پر چلے آیئے اور مچھلی کے جائے کو تیرنا سکھایئے۔"

زوردار قہقہہ لگایا اور قہقہاتے ہوئے فرمایا: "حضور! پچھلے دو تین عشروں میں "نیٹی جیٹی" کے پُلوں تلے خاصا پانی گزر چکا ہے۔ اس پانی کی روانی میں املا، تلفظ، قواعد و انشا سب بہ گئے۔" "سب بہ گئے؟ تعجب ہے! مگر یہ کیا؟ انگریزوں کے رکھے ہوئے نام " Native Jetty" (یعنی ولایتی نہیں دیسی گودی) کا تلفظ آپ نے "نیٹی جیٹی" کر کے آج تک محفوظ رکھا ہے۔ آخر یہ کیوں نہیں بہا؟ بقول علامہ تاجورؔ نجیب آبادی:

نہ میں بدلا، نہ وہ بدلے، نہ دل کی آرزو بدلی

میں کیوں کر اعتبارِ انقلابِ ناتواں کرلوں؟

اچھا خیر، یہ فرمایئے کہ تیرنا سکھانے کو اب تک آپ کتنے "مچھلی کے جائے" پکڑ کر لائے؟" جواب ملا: "اب تک مختلف تعلیمی اداروں میں اُردو پڑھانے والے پچیس اساتذہ نے اپنے ناموں کا اندراج کروالیا ہے۔" مشورہ دیا: "مزید اندراج نہ کروایئے۔ اتنی تعداد کافی ہے۔ اب باقی تفصیلات بھی ارسال کر دیجیے۔"

برنامہ موصول ہوا تو اُس کا سَر نامہ (یعنی عنوان) لفظ "0 Programme" سے مزین تھا اور نیچے جلی حروف میں " Three day's Urdu Workshop" کی سرخی جمائی گئی تھی۔ تین صفحات پر تین دنوں کی تفصیلات درج تھیں۔ فوراً رابطہ کرنا پڑا:

"سرکار! اُردو پڑھانے والے خاک اُردو پڑھیں گے؟ آپ تو آغاز ہی انگریزی پڑھانے سے کر رہے ہیں۔ اگرچہ انگریزی لفظ "پروگرام" اب اُردو زبان کا حصہ ہے اور اس کی جمع بھی اُردو قاعدے کے مطابق اب مختلف "پروگراموں" میں سننے کو مل جاتی ہے۔ لیکن اردو پڑھانے والوں کو اگر آپ اُردو سکھانا چاہتے ہیں تو انہیں اُردو متبادل بھی بتایئے۔ اُردو میں پروگرام کے لیئے لائحۂ

عمل، دستورِ کار، دستور العمل اور بَرنامہ جیسے الفاظ استعمال ہوتے رہتے ہیں، گو کہ اب متروک ہوئے جاتے ہیں، پھر بھی اقبالؔ کا کہا مان لیجئیے کہ: "انہیں زندہ کر دوبارہ"

کہنے لگے: "اب آپ یقیناً "ورکشاپ" پر بھی اعتراض فرمائیں گے۔ گو کہ یہ لفظ بھی اُردو زبان کا حصہ بن چکا ہے۔ پاکستان بھر میں ہر روز کہیں کہیں اور کسی نہ کسی موضوع پر نِت نئی "ورکشاپیں "منعقد ہوتی رہتی ہیں۔ تو جہاں اُردو میں انگریزی کے دیگر الفاظ رائج ہیں وہیں "ورکشاپ" کو بھی رائج رہنے دیجئیے۔ لوگ اس سے مانوس ہو چکے ہیں۔ شاید اُردو میں ورکشاب کا متبادل ہے بھی نہیں۔"

عرض کیا: "اُردو ان الفاظ کو دل سے قبول کرتی ہے جن کا متبادل موجود نہیں مثلاً نل، بوتل، کیمرا وغیرہ۔۔۔ اور ایسے الفاظ کو بھی قبول کر لیتی ہے جن کی ادائیگی آسان ہو اور مفہوم بہتر ادا ہو تا ہو مثلاً "بور ہونا" یا اسی سے مشتق لفظ "بوریت" وغیرہ۔ تاہم ایک زمانہ تھا کہ ہمارے ماہرینِ لسانیات انگریزی اصطلاحات کے اُردو متبادل فی الفور پیش کر دیا کرتے تھے۔ پھر تحریر و تقریر میں مسلسل اور متواتر استعمال کرتے رہتے۔ اِس سے یہ متبادل اصطلاحات رائج بھی ہو جاتی تھیں اور مانوس بھی۔ ہمیں اپنے اکابر کا احسان مند رہنا چاہیے کہ صرف انہی کی بنائی ہوئی اصطلاحات چل رہی ہیں۔ مثلاً اداریہ، نامہ نگار، نشریات، خبر نامہ، اخبار کی لوح، سرخی اور شہ سرخی وغیرہ۔ مائیکرو اسکوپ کے لئیے خُرد بین، ٹیلی اسکوپ کے لئیے دُور بین، اور کمپاس کے لئیے قطب نما تو رائج ہو گیا، مگر ٹیلی وژن کے لئیے مختصر سا سُبک لفظ "دُور نما" رائج نہ ہو سکا۔ کیوں کہ ٹیلی وژن پہ ہم نے اس لفظ کا استعمال ہی نہیں کیا۔ تمسخر اڑانے کے لئیے "آلۂ مکبر الصوت" کا حوالہ تو دے دیا جاتا ہے، مگر یہ نہیں بتایا جاتا کہ اس کے لئیے نہایت موزوں اور رواں لفظ "بلند گو" موجود ہے۔ جو "Loud Speaker" کا نہ صرف ٹھک لفظی ترجمہ ہے بلکہ بیانگِ دُہل بتاتا ہے کہ یہ آلہ کس کام آتا ہے۔ شاید ہمارے علم و دانش نے اب اُردو میں سوچنا بھی چھوڑ دیا ہے۔"

ہماری یہ طویل تقریر تحمل سے سنی، اور پھر روہانسی آواز میں کہا: "آپ نے یہ نہیں بتایا کہ "ورکشاپ" کی جگہ کون سا لفظ استعمال کریں۔"

"ابھی بتائے دیتے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اُردو پڑھانے والے اُردو سیکھ جائیں تو انہیں اُردو میں سوچنا سکھائیے۔ شاید یہی سوچ سکھانے کو آپ انہیں مدعو کر رہے ہیں۔ آپ کے مدعوئین آئیں گے، بیٹھیں گے، سنیں گے، پھر وہیں مل جُل کر اس سُنی سنائی کا عملی انطباق کریں گے۔ یعنی کرنے کا کام کر کے دکھائیں گے۔ لہٰذا ہم اسے "کار گاہ" کہیں گے۔ پس یہ جو آپ نے "خطِ رومۃ الکُبریٰ" میں Three day's Urdu workshop لکھ رکھا ہے، اس پر خطِ تنسیخ پھیریئے اور خطِ نسخ میں "سہ روزہ کار گاہِ اُردو" لکھوا دیجئیے۔ پھر بچشمِ خود ملاحظہ فرمالیجئیے کہ اب بھلا معلوم ہوتا ہے یا نہیں؟ ہاں "کار گاہ" کی کیا تاریخ آپ نے بتائی تھی؟ آٹھ، نو، دس؟ بات ہماری بس!" بات یہ صاحبو کہ انگریزی ذریعۂ تعلیم ہماری نسلوں کے لئیے "جاروبِ دماغ" ثابت ہوا ہے۔ ہماری تہذیب، ہماری وضع

قطع، ہماری وضع داری، ہماری شائستگی، ہمارے ادب، ہمادی میٹھی زبان، اور شیریں بیانی سب پہ جھاڑو پھیر گیا۔ ہمارے بچوں کے دماغ کی مکمل صفائی (Brain Washing) کر ڈالی۔ قوم سے اُس کا صدیوں کا حافظہ چھین لیا۔ ہمارے قومی اداروں کے نام بھی قومی زبان میں نہ رہے۔ حتیٰ کہ اپنے نجی اداروں یا ذاتی دُکانوں کے نام بھی اب ہم اُردو میں نہیں رکھ پاتے۔ ہمارا شیر محمد شیر فروش تک ڈرنے لگا ہے کہ اگر پنی دُکان کا نام "Milk Shop" نہیں رکھے گا تو سارا دودھ رکھے رکھے پھٹ جائے گا، قوم کا کوئی فرد اس کو منھ نہیں لگائے گا۔ قوم، جس کا حافظہ کھو گیا، کیسے کیسے دل کش الفاظ سے محروم ہو گئی ہے۔ اب جو کیشیئر سے پہلے "حساب دار" تھا، اب جو لائبریرین ہے پہلے "کتاب دار" تھا۔ "Souvinir" سوغات اور "Application" درخواست ہوا کرتی تھی۔ دوسرا مطلب "اِطلاق" تھا، "Meeting" اجلاس تھی، "Proceeding" کو "کاروائی" کہتے تھے اور "A genda" کاروائی نامہ کہلاتا تھا۔ کاروائج کے نتیجے میں اگر کوئی "Commitee" شاید آج بھی " مجلس قائمہ " کہلاتی ہے۔ تنخواہ دار ملازمین ہر ماہ اپنی تنخواہوں سے جو "Provident Fund" کٹواتے ہیں اس کو نہ جانے کیا مصیبت سمجھتے ہوں گے۔ مگر اس امانتی رقم کے لیئے استعمال ہونے والے ہماری اُردو اصطلاح "سرمایۂ کفالت" سب کچھ سمجھا دیتی ہے۔

عزیزو! باوقار شناخت اور پُروقار قومی تشخص کے ساتھ اقوامِ عالم کے سامنے کھڑے ہونے کے لیئے ہمیں انفرادی اور اجتماعی کوششیں جاری رکھنی چاہیں۔ اپنی اعلیٰ وارفع تہذیب اور اپنی مہذب لسانی اقدار کو بحال کرنے کی جدوجہد کرتے رہنا چاہیے۔ اگرچہ ہر بھلے کام پر اعتراض کے عادی اور خیر وخوبی کی مخالفت کے خوگر راستوں میں خس وخاشاک کی طرح پڑے ملیں گے۔ مگر ان سے متاثر اور مایوس ہو کر فصلِ گُل کی کاشت کا کام ترک نہیں کرنا چاہیے۔ برسات کی بوندیں برستی رہیں تو رُت بدل جاتی ہیں۔ پھول کھل اٹھتے ہیں۔ لہٰذا اللہ سے امید رکھیں کہ

لے آئے گا اِک گُل وبرگ بھی ثروت

باراں کا مسلسل خس وخاشاک پہ ہونا

اقبالؔ نے اپنے ہم وطنوں سے پنجابی اور اردو میں گفتگو کرنا پسند کرتے تھے۔ اگر کوئی ہم وطن مسلسل انگریزی میں گفتگو کرتے تو اقبالؔ اسے ناپسند کرتے تھے۔ ایک مرتبہ دو کشمیری نوجوان ان سے ملنے کے لیے آئے۔ دونوں انگریزی میں گفتگو کرنے لگے کچھ دیر علامہ نے انھیں برداشت کیا اور پھر اردو میں بات کرنے کے لیے کہا۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہم اردو نہیں جانتے ہیں اس پر اقبالؔ نے پوچھا کہ آپ کو کشمیری زبان آتی ہے؟ اس کا جواب بھی انھوں نے نفی میں دیا۔ اس پر علامہ کو سخت غصّہ آیا اور علی بخش سے کہا کہ ”ان دونوں کو باہر چھوڑ آؤ“ اقبالؔ کے لیے یہ بات نا قابل برداشت تھی کہ کوئی شخص اپنی زبان سے ناواقفیت کا اظہار کرے۔

خدایا آرزو میری یہی ہے

مرا نورِ بصیرت عام کردے

(علامہ اقبال)

تحریک نفاذ اردو پاکستان سے وابستہ خواتین و حضرات کی توجہ کے لیے!

آپ جانتے ہیں کہ تحریک نفاذ اردو پاکستان خالص غیر سیاسی تنظیم ہے، جس کا مقصد قومی زبان اردو کو سرکاری زبان کے طور پر نافذ کروانا ہے۔ یہ ایک مشترک درد ہے، جس کا نفاذ پوری قوم پر قرض ہے۔ اس لیے ہم ہر پاکستانی مسلم، غیر مسلم، ہر سیاسی اور دینی جماعت اور عام فرد کو ساتھ شامل کرتے ہیں۔ ہم میں سے ہر فرد کسی نسل، کسی مادری زبان، کسی مسلک، کسی سیاسی جماعت اور کسی سماجی نقطہ نظر کا حامل ہے۔ ہم تحریک کے پلیٹ فارم پر ان ساری تفریق سے بالاتر ہو کر خالص پاکستانی کے طور پر کام کرتے ہیں اور کوئی بھی فرد اپنا سیاسی، مسلکی اور نسلی نقطہ نظر اس پلیٹ فارم پر پیش نہیں کرتا، تاہم ہر فرد آزاد ہے وہ اپنی ذاتی ٹائم لائن سے سوشل میڈیا اور کسی بھی فورم پر اس کا اظہار کرے، تحریک کی بھلے وہ کسی بھی ذمہ داری پر ہو، وہ ان معاملات میں اس پلیٹ فارم پر جوابدہ نہیں۔

تحریک کے عہدیدار اس بات کے جواب دہ ہیں کہ وہ اپنی ذاتی زندگی میں قومی زبان کو استعمال کریں۔ ہاں جو لوگ اپنے سرکاری یا جزٔ نجی ملازمت اور کاروبار کی وجہ سے انگریزی کا استعمال کرتے ہیں وہ اس سے مبرا ہیں۔

مشاہدے میں آیا ہے کہ ہمارے کچھ دوست تحریک سے وابستہ عہدیداروں اور رضاکاروں کی سیاسی اور مسلکی تعلق پر معترض رہتے ہیں، جو کسی بھی طور مناسب رویہ نہیں۔

تحریک نفاذ اردو پاکستان کسی مسلک، کسی سیاسی پارٹی اور کسی دوسرے گروہ کی نہ حامی ہے اور نہ مخالف البتہ جو بھی سیاسی، مذہبی، سماجی تنظیم قومی زبان کی حمایت کرے گی، اس کے نفاذ کے لیے معاون و مددگار ہو گی، اس کی اس پالیسی کی تائید کی جائے گی اور اگر کوئی بھی جماعت، تنظیم یا فرد ملک میں قومی زبان کے نفاذ کی راہ میں رکاوٹ بنے گا، اس کو ہدف تنقید بنایا جائے گا۔

اس لیے تحریک سے وابستہ خواتین و حضرات اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے ساتھ چلیں تا کہ انہیں کسی بھی مرحلے پر کوئی شکایت پیدا نہ ہو۔ یہ چوں کہ روز بروز پیش آنے والا معاملہ ہے اور اگلے چند ماہ سے ملک میں انتخابات اور سیاسی کشمکش زوروں پر ہو گی۔ اس دوران ہمارے متعلقین بھی سوشل میڈیا پر اپنی اپنی سیاسی جماعت کی مہم چلا رہے ہوں گے، اس لیے کسی کا کوئی سیاسی تعلق تحریک کے پلیٹ فارم پر نہ زیر بحث لایا جائے اور نہ اعتراض کیا جائے۔

عام انتخابات ہوں یا معمول کے حالات تحریک نفاذ اردو پاکستان کے پلیٹ فارم سے ایسا کوئی مواد شائع اور نشر نہیں ہونا چاہیے جو کسی سیاسی جماعت، سیاسی شخصیت اور کسی مسلک اور مذہب کے خلاف نفرت پھیلانے یا کسی خاص جماعت یا مسلک کی ترویج و اشاعت کے زمرے میں آتا ہو۔

ہماری یہ خواہش ہے کہ ہر سیاسی، مذہبی جماعت اور ہر سماجی پلیٹ فارم سے منسلک افراد اس تحریک کا حصہ بنیں اور وہ اپنی، اپنی جماعتوں کے اندر نفاذ قومی زبان کے لیے راہ ہموار کریں۔ پاکستان کی تمام سیاسی، مذہبی جماعتیں اور سماجی گروہ ہمارے لیے برابر لائق احترام ہیں۔ کسی فرد کو اس بات کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ کسی سیاسی، مذہبی جماعت، فرد یا پالیسی کو (سوائے نفاذ قومی زبان) تحریک کے پلیٹ فارم پر زیر بحث لائے۔

میں بہت پر امید ہوں کہ ہمارے عہدیدار اور کارکنان قومی زبان کے وسیع تر مفاد میں اس پالیسی پر سختی سے کاربند رہیں گے۔ اس لیے لازم ہے کہ مذہبی تہواروں سمیت کسی بھی موقع پر فرقہ وارانہ مواد شامل نہ کیا جائے۔ مجھے بہت دکھ ہوتا ہے جب میں رمضان میں تراویح کی تعداد اس طرح کے دیگر مسائل کو اپنے واٹس ایپ گروپوں میں زیر بحث دیکھتا ہوں۔ میں تمام گروپ منتظمین کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ دوبارہ توجہ دلانے کے بعد ایسی تمام افراد کو گروپ سے خارج کردیں جو تحریک کی پالیسی کی خلاف ورزی کا ارتکاب

عطاء الرحمن چوہان، صدر تحریک نفاذ اردو پاکستان

حب الوطنی کا ثبوت دیں۔ انیلہ شہباز، چکوال

اردو جو کہنے کو تو ہماری قومی زبان ہے اب صرف نام کی زبان رہ گی۔ کہتے ہیں کسی ملک کو تباہ کرنا ہو تو سب سے پہلے اس کی قومی زبان (پہچان) کو ہی ختم کیا جاتا۔

یہ مغربی ممالک کی ایک چال ہے اور اسے کوئی اور ختم نہیں کر رہا ہمارے اپنے ادادے اردو کے خاتمہ کی سب سے بڑی وجہ ہیں، خاص طور پر ہمارے تعلیمی ادارے جو اردو کا استاد رکھتے ہوئے بھی اسکا انٹرویو انگریزی میں لیتے۔ ایسی صورت میں آپ نے بے شک اردو میں ایم فل کر رکھا ہے آپ کے کسی کام کا نہیں ہے اگر آپ کو انگریزی بولنی نہیں آتی تو، پرائیویٹ ادارے میں پی جی کے بچوں کو اردو پڑھانے کے لیے بھی آپ کو کوئی نہیں رکھے گا۔ کچھ اداروں میں تو سرے سے اردو بولنے پہ باقاعدہ پابندی عائد ہے۔ وہاں کوئی استاد یا شاگرد اردو میں بات نہیں کر سکتا۔ اگر کرے تو یا توان کا مذاق اڑا...

قومی زبان، قومی ورثہ۔۔۔افشیں شہریار

قوموں کی زندگی میں اسی طرح اتار چڑھاؤ آتے ہیں جیسے انفرادی سطح پر، کیونکہ انفرادی سطح پر بھی ہر فرد کو مختلف سطحوں پر تبدیلیوں کے عمل سے گزرنا پڑتا ہے۔اب یہ تبدیلیاں جسم وذہن پر بھی وارد ہوتی ہے اور نفسیاتی، معاشرتی اور معاشی سطح پر بھی اس کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔یہ سب کچھ اجتماعی سطح پر قوموں کے ساتھ بھی ہوتا ہے لیکن اس سارے عمل کے دوران اپنی شناخت اور عزت برقرار رکھنا اصل مقصود ہے۔

کئی سالوں سے معاشرے میں تبدیلیاں آرہی ہیں۔جن میں مثبت بھی ہیں اور منفی بھی۔ان سب میں جو چیز ہم سب کے لیئے لمحۂ فکریہ بنی ہوئی ہے وہ ہماری معاشرتی اقدار میں تبدیلی ہے۔ہماری معاشرتی اقدار میں تبدیلیاں، لباس میں تبدیلیاں ہماری بدلتی ہوئی سوچ کی عکاس ہیں۔

ہماری نئی نسل اقدار سے منحرف ہورہی ہے اور ان میں سے اکثر کا مطمح نظر ملک سے باہر جانا اور خاص طور پر یورپ اور امریکہ میں مستقل قیام ہے۔یہ سب کچھ ہمارے لیئے لمحۂ فکریہ ہے اور ہم سب کو اس پر غور وفکر کی ضرورت ہے۔اس سارے معاملے پر غور کیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ اگر قومی زبان کے نفاذ کا اہتمام نہ کیا گیا تو یہ تبدیلیاں تیز سے تیز تر ہوکر مزید منفی رخ اختیار کرتی چلی جائیں گی۔

زبان وادب کسی بھی قوم کے ورثے کے تحفظ اور منتقلی کا ذریعہ ہوتے ہیں لیکن اگر ہم نے اپنی قومی زبان پر توجہ نہ دی تو وہ دن دور نہیں جب ہم مستقل کشمکش کا شکار ہو جائیں گے اور اپنی اقدار سے مکمل ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ہم میں سے ہر فرد کے لیئے لازم ہے کہ اپنی قومی زبان کے وقار کے تحفظ کا اہتمام کرے اور حکومت سے اس بات کا مطالبہ کرے کہ آئین اور سپریم کورٹ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے فوری طور پر قومی زبان کا نفاذ عمل میں لایا جائے، ورنہ تباہی تو ہم سب کے سامنے ہے۔

تری بربادیوں کے تذکرے ہیں آسمانوں میں۔

یہی مقصود فطرت ہے یہی رمز مسلمانی
اخوت کی جہانگیری، محبت کی فراوانی

ثقافت کیا ہے؟۔۔ محمد اسلم نشتر

ثقافت اقدار کا وہ خزینہ ہے جو نسل در نسل منتقل ہوتا ہے۔
ثقافت رواجات اور روایات کا وہ گراں قدر سلسلہ ہے جو فرڈ کے ذہنی ارتقا کا مظہر ہے۔ ثقافت زندگی گزارنے کے طور طریقوں سے عبارت ہے ثقافت یہ ہے کہ اپ کیسے سوچتے ہیں کیسے زندگی بسر کرتے ہیں اپنی سوچ جو کس طرح عمل کے قالب میں ڈھالتے ہیں اپ کی خوشی کیا ہے خوشی کے عالم میں اپ مست وبے خود ہیں یا عقل وشعور کا دامس تھامے سرگرم عمل ہیں ثقافت یہ ہے کہ اہ شندگی کیسے بتاتے ہیں زندگی کو کس زاویہ نگاہ سے پرکھتے ہیں ثقافت یہ ہے کہ اب فرد کی حیثت سے

معاشرتی اقدار کا کس قدر خیال رکھتے ہیں ثقافت یہ ہے کہ اپ حقوق وفرایض کا کتنا شعور رکھتے ہیں اپنی ذمہ داریوں سے کیسے عہدہ برا ہوتے ہیں۔ ثقافت یہ ہے کہ اپ حیات وکاینات کے بارے جس زاویہ فکر کے حامل ہیں۔ ثقافت یہ ہے کہ اپ خالق اور مخلوق کے بارے کیا انداز فکر رکھتے ہیں ثقافت یہ ہے کہ اپ کے لیل ونہار کیسے ہیں اپ کیا طرز زندگی رکھتے ہیں اپ کا تاریخ سے کیا رشتہ ہے اپ ارضی حقایق کا کیسا ادراک رکھتے ہیں اپ کارگاہ حیات میں کس حیثیت سے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا رہے ہیں

ثقافت معاشرے کی اساس ہے ثقافت معاشرے کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے یہ معاشرے کو پہچان عطا کرتی ہے ثقافت کسی معاشرے کی حقیقی تصویر پیش کرتی ہے ثقافت ملک وملت کا اجتماعی رجحان ظاہر کرتی ہے ثقافت ثقافت ہی کی بدولت قوم ایک انفرادی پہچان کی حامل ہوتی ہے ثقافت معاشرے کی پہچان ہے عرفان ہے ثقافت معاشرے میں پای جانے والی زندہ حقیقتوں کی ترجمان ہوا کرتی ہے

ثقافت جزبوں کو ہروان چڑھاتی ہے ثقافت مختلف شعبہ ہاے حیات کی سرگرمیوں کی عکاسی کرتی ہے ثقافت کسی قوم کا حقیقی اثاثہ ہوتی ہے ثقافت عقاید عبادات اور معاملات سے عبارت ہوتی ہے ٹقافت ہی ہے کہ ہم جسم اور روح کے تقاضوں کو کیسے پورا کرتے ہیں ہم اعتدال کا سررشتہ تھامتے

ہیں یا فکری کجروی سے دوچار ہوتے ہیں ہم کردار کی معراج پہ پہنچتے ہیں یا قعر مزلت میں گر جاتے ہیں ٹقافت یہ ہے کہ ہم من حیث القوم کیا طرز عمل اختیار کرتے ہیں ہماری حدود و قیود کیا ہیں ہمارے اخلاقی معیارات کیا ہیں ہمارا سماجی ڈھانچہ کس نوعیت کا ہے ہم مسایل زیست سے کیسے نبرد ازما ہوتے ہیں ہم اپنے اندر موجود تخلیقی صلاحیتوں کا اظہار کس پیراے میں کرتے ہیں

ثقافت یہ ہے کہ ہماری زبان کیسی ہے ہم اپنے مافی الضمیر کا اظہار کس اسلوب میں کرتے ہیں ہم کس طرح کا ادب تخلیق کر رہے ہیں ہماری جمالیات کس نوعیت کی ہیں ہمارے اخلاقی پیمانے کیسے ہیں ہم شتر بے مہار ہیں یا اخلاقی اصولوں کے پابند ہیں، اسلام ہی ہماری ثقافت ہے، مسلمان الحمد للہ فکری انتشار سے مامون ہیں، ان الدین عند اللہ الاسلام، ملت ابیکم ابراھیم ہو سماکم المسلمین۔ اسلام ہماری تہذیب کی اساس ہے یہ فطری امر ہے کہ جس طرح کے عقاید ہوں گے اسی قسم کی تہذیب پروان چڑھے گی اسلام کے بنیادی عقاید اسلامی تہزیب جے عوامل ہیں

ولکن البر من امن باللہ والیوم الاخر والملایکت والکتاب والنبیین۔ البقرہ136

اسلامی تہذیب کے عناصر: عناصر سے مراد ہے اجزا جن سے تہزیب تشکیل پاتی ہے اسکامی تہذیب کے بنیادی عناصر ارکان اسلام ہیں کلمہ نماز روزہ حج زکواۃ۔

خصوصیات۔ حسب ذیل خصوصیات کی بنا پر اسلامی تہزیب منفرد مقام کی حامل ہے

توحید، حاکمیت الھیہ، نیابت ادم، ایمان اور عمل صالح، مساوات بنی نوع ان ساں۔ تکریم انسان، تعلیم و تعلم، معاشی فلاح و بہبود، امن واشتی، طہارت و پاکیزگی، سادگی، شورای نظام، اخوت، عدل وانصاف، اعتدال و توازن، اخلاقی اقدار، انسانی حقوق، رواداری، اخرت میں جوابدہی، عالمگیر اصول و ضوابط، ثقافت اور قومی زبان، ثقافت اور قومی زبان۔ باہم یکدگر ہیں ثقافت کی خشت اول عقاید اور نظریات ہیں دوسری بنا زبان پہ استوار ہوتی ہے قومی زبان کی بدولت ادب اور زں دگی کا گہرا شعور نصیب ہوتا ہے۔

قومی زبان سے مراد وہ زبان ہے جو کسی ملک کے تمام خطوں میں سمجھی اور بولی جاتی ہو اردو ہماری قومی زبان ہے اردو پاکستانی سماج کی نمائندہ زبان ہے اردو اور ہماری ثقافت ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں اردو ہماری ثقافتی اقدار کی ترویج کا موثر ذریعہ ہے اردو ثقافت کا ابلاغی پہلو ہے یہ پیغام رسانی کا ہمہ گیر اور مستند ذریعہ ہے اردو دو قومی نظریہ کا اہم ترین پہلو ہے اردو ہماری ثقافتی شناخت میں کلیدی حیثیت کا حامل جزییہ ہے۔ بقول نشتر:

ملت بیضا کی ترجمانی کا ہند میں اک نشان ہے اردو

اردو اور ثقافت یک جان اور دو قالب ہیں اگر ہم نے اپنی ثقافت کو زندہ رکھنا ہے تو از بس ضروری ہے کہ ہم اپنی قومی زبان کی حفاظت کریں اسے مسخ کرنے کی شعوری اور

لاشعوری کوشش ہر گز نہ کریں۔ اغیار کی ان ریشہ دوانیوں پہ کڑی نظر رکھیں جو اردو کے خلاف ہیں ان عناصر کی نشاندہی کریں جو ہماری قومی زبان کو سبوتاژ کرنے کے درپے ہیں جو مغربی اقاوں کی کاسہ لیسی باعث سعادت سمجھتے ہیں جو اردو کو دیس نکالا دینے کا مکروہ اور بھیانک کھیل رچاے ہوے ہیں جو بلاجواز اردو پہ طعن و تشنیع کے نشتر چلاتے ہیں جو ملت اسلامیہ کے علاوہ قومی زبان کیلیے ایک ناسور ہیں

ہمارا قومی المیہ ہے کہ چھہتر برس گزرنے کے باوجود ہماری قومی زبان اپنا مقام حاصل نہیں کر سکی بانی پاکستان کے ارشادات اور ملکی قوانین کے علی الرغم اج بھی انگریزی کا زہر ہمارے ذہنوں میں داخل کیا جارہاہے۔ تحریک نفاذ اردو کے ایک ادنی کارکن کی حیثیت سے میری یہ جچی تلی راے ہے کہ اگر ہم نے ہوش کے ناخن نہ لیے اور قومی زبان اردو سے گریز کی پالیسی پہ گامزن رہے تو ہم من حیث القوم مجرم ہوں گے ہمارج شناخت کی دھجیاں بکھر جایں گی۔

اللہ تبارک وتعالی سے دعاہے کہ ہمیں توفیق مرحمت فرماے ہم اپنی ملی اقدار کی حفاظت کریں قومی زبان کو فروغ دیں جو افراد ادارے اور تنظیمیں نفاذ اردو کے محاذ پہ سرگرم عمل ہیں بالخصوص تحریک نفاذ اردو کا دست وبازو بناے۔ رب العالمین ہمیں دامے درمے سخنے اس تحریک کی معاونت کرنے کی توفیق عطا فرماے (آمین)

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

شیریں سید محمّدی

جاگے ہیں دل و جاں میں، ارمان مدینے کے
ہم بھی کبھی بن جائیں مہمان مدینے کے

عالم میں مثال آخر، ملتی تو بھلا کیسے
جنت سے بڑھ کر ہیں فیضان مدینے کے

ناکامیِ دنیا کا رہتا نہیں غم کوئی
دیتے ہیں تسلی جب سُلطان ﷺ مدینے کے

یہ راز کھلا جب سے اس در کی گدائی کی
شاہوں سے بھی افضل ہیں، دربان مدینے کے

کر ایسی عطا مولا، پوری ہو دعا مولا
رستے مرے ہو جائیں، آسان مدینے کے

آنکھوں کو کوئی منظر بھائے تو بھلا کیونکر
بستے ہیں نِگاہوں میں سُلطان مدینے کے

پھر دولتِ دنیا کی، ہو دل میں لگن کیسی
جب شوق چڑھیں شیریں پروان مدینے کے

چاند سے جھگڑا۔۔۔ فرخندہ شمیم

افلاک پہ آنکھیں پھیلائے

بھاری آلوں کی اوٹ لیے

تن کی پیلی زردی مائل یک باریک لکیر کے پیچھے

پوری سائنس لا رکھتے ہیں

میری ڈھونڈ میں لگ جاتے ہیں!

میں جو اک موہوم لطافت وقت۔ مغرب آجاتی ہوں

اس کی کھوج میں اہل دانش

رات کے گیارہ کر جاتے ہیں!

ایوانوں سے آنے والے کسی اجازت نامے میں

جب تک چاند کی ہاں نہ پائیں

امت کو خستہ رکھتے ہیں؟

کیا وحدت کا عذر تراشا اہل منطق

خوب کہا!

وحدت کی پہچان تو یہ ہے

وحدت میں ایکا ہوتا ہے

دشمن کا رگڑا ہوتا ہے

صوم آخر کم کرنے میں کون سی وحدت

بنی گئی ہے؟

لابی کو راضی رکھنے میں

قدرت کو منہا کرنے میں!

کون سی سازش

چھپی ہوئی ہے؟

ظلم یہ بھی ہے۔۔۔بنتِ عمر

حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے: "جو شخص اپنے وارث کی میراث کو قطع کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت سے اس کی میراث کو قطع فرمائیں گے۔" کتنی سخت وعید اس حدیث مبارکہ میں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین ثم آمین

یہاں ایک بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ میراث کسے کہتے ہیں؟ وہ مال جو میت چھوڑ جاتی ہے۔ اب اس مال کی شرعی طریقے سے تقسیم کرنا دنیا کے جھگڑوں اور آخرت کے وبال سے بچنے کے لیئے ضروری ہے۔ یہاں یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ جو مال میت چھوڑ کر جائے وہ میراث ہے اور جو لوگ زندگی میں میراث کی تقسیم کرتے ہیں وہ میراث ہوتی ہی نہیں ہے، وہ ہبہ ہے اور ہبہ میں تملیک ضروری ہے اگر تملیک نہ پائی جائے تو ہبہ تام نہیں ہوتا اور اس مال کو میراث میں شامل کیا جاتا ہے۔ اگرچہ میت نے پہلے طے کر دیا ہو کہ میری فلاں چیز فلاں کے لیئے ہے۔ بہر حال جب ضرورت پیش آئے تو اپنے مکمل احوال علماء کرام کو بتا کر اس مسئلہ کی تمام تفصیل معلوم کر لی جائے۔ از خود میت کی ناجائز وصیت اور تقسیم پر اعتماد نہ کیا جائے۔ کیوں کہ اللہ رب العزت کا فرمان مبارک ہے جس کا مفہوم ہے اگر تمہیں (کوئی مسئلہ) معلوم نہ ہو تو علماء کرام سے معلوم کر لو۔

ہمارے ہاں اس سلسلے میں ظلم پر ظلم کیا یہ بھی کیا جاتا ہے کہ وارث کو میراث سے محروم کر کے قطع تعلق کر لیا جاتا ہے تاکہ میراث نہ دینی پڑے، کیسی عجیب سوچ ہے کہ ایک گناہ کر کے دوسرا بھی کر لیا جاتا ہے۔ اور اکثر جگہ لوگ خوف سے اپنے حق کے لیئے آواز اٹھانا بھی جائز نہیں سمجھتے کیوں کہ ان کو پہلے سے دھمکی دی گئی ہوتی ہے "اگر تم نے میراث کا مطالبہ کیا تو ہم قطع تعلق کر لیں گے" کیسی عجیب سوچ ہے، کیسی جہالت اور نادانی کی بات ہے۔ حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے "ظلم قیامت کے دن اندھیروں کا باعث ہو گا۔" اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

چنانچہ ۲۷ستمبر ۱۹۳۶ء کو مولوی عبدالحق کو ارسال کردہ خط میں علامہ اقبالؔ اس طرح سے رقم طراز ہیں:

”اگر اردو کانفرنسوں کی تاریخوں تک میں سفر کے لائق ہو گیا تو انشااللہ ضرور حاضر ہوں گا۔ لیکن اگر حاضر نہ بھی ہو سکا تو یقین جانیے کہ اس معاملے میں کلیۃً آپ کے ساتھ ہوں، اگرچہ میں اردو زبان کی بحیثیت زبان خدمت کرنے کی اہمیت نہیں رکھتا تاہم میری عصبیت دینی عصبیت سے کسی طرح کم نہیں ہے۔“

اسلام آباد۔ عطاء الرحمن چوہان، صدر تحریک نفاذ اردو پاکستان نے مرکز تعلیم و تحقیق اسلام آباد میں دینی مدارس کی ملک گیر تنظیم جمعیت طلبہ عربیہ کے زیر اہتمام منعقدہ عربی زبان کے کورس کے شرکاء سے خطاب کیا۔ کورس میں صوبہ خیبر پختونخواہ کے مختلف مدارس کے چالیس سے زاہد طلبہ شریک تھے۔ عطاء الرحمن چوہان نے اپنی خطاب میں کہا کہ اردو اسلام کی ترجمان ہے اور قرآن اور سیرت اور دینی لٹریچر عربی کے بعد سب سے زیادہ علمی ذخیرہ اردو میں ہے۔

دوسرے پاکستان میں انگریزی زبان صرف دیندار طبقے کو قومی دحارے سے باہر رکھنے کے لیے مسلط کی گئ۔ انہوں نے کہا کہ مدارس دینیہ کی سند ایم۔ اے کے برابر ہے لیکن اسے سرکاری ملازمت کے لیے میٹرک کے برابر بھی تسلیم نہیں کیا جاتا؛ جس کی وجہ سے مدارس کے فضلاء سرکاری اداروں میں ملازمت حاصل نہیں کرسکتے۔ اگر قومی زبان اردو نافذ ہو جائے تو مدراس دینیہ کے طلبہ سی ایس ایس تمام اعلیٰ سرکاری ملازمتیں حاصل کرکے قومی دہارے میں شامل ہوسکتے ہیں۔

شبانہ صدیقی، راولپنڈی

قومی زبان کے لیے سوچنے اور جدوجہد کرنے والے اب بھی ہیں، حیرت ہوئی، نفاذ اردو، رسالہ کسی نے بھیجا پڑھ کو خوشی ہوئی کہ یہ بھولا بسرا سبق ہمیں پھر سے یاد کروایا جا رہا ہے۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق اور ڈاکٹر سید عبداللہ کے بعد تو ہم سمجھے معاملہ نمٹ چکا، خیر سے ابھی کچھ لوگ ہیں جو اردو بولتے ہیں۔ یہ شمع جو جلی تھی، پروانوں کا خون کیے چلی جا رہی ہے، کبھی یہ سلسلہ تمام بھی ہو گا یا دیوانے یوں ہی پے در پے قربان ہوتے چلے جائیں گے۔ ہم ہی رہ گئے ہیں داستان کہتے کہتے یا ہمارے بعد بھی کو داستان گو بچے گا، یہ گیت گانے کے لیے۔ رسالہ پڑھ کر ہمت تو ہوئی ہے کہ ہم پست ہمت اب کیا کر پائیں گئے، کچھ نئے بچے اور جوان بچیاں بھی اس قافلے میں شامل ہیں۔ ہم جیئے نہ جیئے، یہ نوجوان تو کچھ روز اور جیئں گئے، یوں یہ شمع بجھنے نہیں پائے گی۔ ہم نہ دیکھ پائیں ہمارے بچے تو "نفاذ قومی زبان" کا جشن منائیں گے۔ خیر سنا ہی اچھی خبریں جنت تلک بھی پہنچ جاتی ہیں۔ ہمیں وہاں اور کیا کرنا ہے، یہی کچھ نامے، کچھ خبریں اور کچھ امیدیں پال رکھیں گئے۔ جواب تو وہاں سے آنے سے رہا۔ فائیو جی کیا ٹین جی بھی دریافت ہو جائے تو قبر سے خبر نہیں لا سکتی، بھلے سات سمندر پار تک ہو آئے۔ ہمیں پھر کہنا بھی کیا ہو گا، یہ نفاذ قومی زبان کے دیوانے جو موجود ہیں، ہم آج جتنا کچھ کر جائیں گئے یہ بچے انہی قدموں پر چلتے، چلتے منزل تک پہنچ جائیں گئے۔ ہمارے ہاں تو اندھے اور بہرے حکمران ہوئے، جن بیچاروں کو اپنے ہاتھ کی انگلیوں تک دکھائی نہیں دیتیں۔

رات کے اس پہر آنکھیں کھولتے ہیں، جب دنیا سو رہی ہوتی ہے۔ اندھیرے میں جام جم کے سوا کیا میسر ہو گا۔ اگلے دور میں شاید کو روشن صبح کو بیدار ہونا والا ملے جائے تو قومی زبان بھی نافذ کر دے گا، گر اس نے کہیں صدا سنی تو۔

ماہ نور کیانی، اسلام آباد

مارچ کا شمارہ بھی گزشتہ کی طرح منفرد تھا۔ اداریہ سے اختتام تک دلچسپ، دیدہ ذیب اور معلومات در معلومات، سب ہی لکھنے والوں نے موضوع کے مطابق اور بلا تکلف لکھا ہے۔ تحریک کے پیغام کو عام کرنے کے ساتھ ساتھ نئے لکھنے والوں کی کھیپ بھی تیار ہو رہی ہے۔ نفاذ قومی زبان بارے مواد ڈھونڈ ڈھونڈ تھک جاتے تھے، اب سب کبھی یک جا ملے تو کون شکر گزار نہ ہو۔

سید ظہیر گیلانی، اسلام آباد

مارچ کا شمارہ بھی معلومات کا خزانہ ہی تھا۔ دیدہ ذیب لبادہ مزید مزین کر دیتا ہے۔ موضوعات میں بھی خوب نکھار تھا۔ مجھے خوشی ہوتی ہے کہ میں کئی احباب کو ارسال کرتا ہوں تو ان کا مثبت ردعمل موصول ہوتا ہے۔

عندلیب بٹ، لاہور

کیا خوب رسالہ ہر ماہ مل جاتا ہے، وہ بھی بغیر خرچ کیے، ایسی عنائتیں، جاری رہیں تب ہی مزہ ہے۔ پنجاب میں اردو، ایسے مضامین پڑھا کرتے تھے، اب تو ہر سو یہی دکھ رہا ہے۔ کہیں غالب اور اقبال خفیہ دورے تو نہیں کرتے انار کلی کے۔ پرتھوی تو سنسکرت دور کی بات ہے، اب کوئی چوہان صاحب لٹھ لے کر شہباز شریف کے پیچھے پڑے ہیں کہ قومی زبان نافذ کرو، یہ مال خور انگریزی سے دام بناتے ہیں، انہیں کیا اردو سے۔ یہ ورق پلٹ جانے دیجیئے، اگلے صفحے پر اردو کی بہاریں دکھیں گئی۔ خاطر جمع رکھیے، دل ہلکانہ ہو۔ دنیا امید پر قائم ہے۔ ادھر لاہور میں کوئی مجلس پڑھی جاتی ہو گئی نفاذ بارے، ہمیں بھی یاد کر لینا جب چمن میں بہار آئے۔

فاروق بگٹی کوہلو

آپ اردو نافذ کرنے چلے ہیں، ہمیں تو کئی سالوں سے انگریزی پڑھائی جا رہی ہے۔ میں تو کچھ کتابیں پڑھ لیتا تھا، سو چند سطور لکھ لیتا ہوں۔ میرے ہم جماعت تو اخبار بھی نہیں پڑھ سکتے۔ آپ اس دور میں کیا کہتے پھر رہے ہیں، یہ سودا بکنے کا نہیں ہے۔ پچاس فیصد پاکستانی ان پڑھ ہیں، انہیں اردو اور انگریزی کی تمیز ہی نہیں۔ جو سکول گئے انہیں انگریزی نے لوٹ لیا، اب آپ کے ساتھ کون چلے گا، مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی۔ بلوچستان میں لوگ اردو بولتے تو ہیں لیکن لکھ تو بلوچی بھی نہیں سکتے۔ مجھے نہیں لگتا آپ کی کوئی سنے گا۔ یہاں ڈنڈے والے کی سنی جاتی ہے۔

پروفیسر فرخ راجا، مظفر آباد

ہمارے ہاں مجاہد اول سردار عبد القیومؒ نے ستر کی دہائی میں قومی زبان نافذ کر دی تھی۔ اب اسلام آباد سے آنے والے کچھ بابو لوگ، پھر سے انگریزی لکھنا شروع ہو گئے ہیں ہماری سرکاری مثلوں پر۔ انگریزی میڈیم کی پیداوار یہاں بھی کافی ہو رہی ہے۔ تعلیم تو عام ہو رہی ہے لیکن علم کا فقدان نظر آ رہا ہے۔ رٹے نے پوری قوم کا بیڑا اغرق کر دیا ہے۔ قومی زبان کا چلن ہونا ضروری ہے۔ جب تک نصاب تعلیم قومی زبان میں منتقل نہیں ہوتا علم دینا اور لینا ممکن نہیں۔ میں جو کر پایا، آپ کے ساتھ ہوں۔ آپ کی سرگرمیاں دیکھ اور جان کر خوشی ہوتی ہے کہ اس آندھی و طوفان میں بھی کچھ شمعیں جل رہی ہیں۔

ہاجرہ بی بی ہنزہ (گلگت)

اردو ہماری قومی زبان ہے، بدقسمتی سے قوم پر انگریزی کا جبری قبضہ ابھی تک جاری ہے۔ ہم تو ملک کے ایک کونے میں رہتے ہیں۔ جو کچھ شہروں میں برپا ہے، ہمیں کئی ماہ بعد پتا چلتا ہے۔ میں حیران ہوں کہ قومی زبان اپنے ہی لوگوں کے ہاتھوں کیوں خوار ہو رہی ہے۔ ہندو تو کافر تھے، انگریزی عیسائی تھے، انہیں اردو سے چڑ تھی، یہ پاکستانی حکمرانوں کو اردو سے کیا دشمنی ہے۔ نمک خوار بابے تو کب کے مر کھپ چکے ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ ہماری مقتدرہ کو آج بھی دشمن کی طرف سے کچھ مل رہا ہے ورنہ یہ کون سے انگریزی میں پی ایچ ڈی کر کے بیٹھے ہیں۔ اندرون خانہ کچھ گڑبڑ لگتی ہے۔ چور

اتنی باریکی سے کام نکالتے ہیں کہ روز نقصان ہونے کے باوجود اسے پکڑنا مشکل ہے۔ ہماری قومی زبان ہی نہیں قومی خزانہ بھی تو لوٹا جا رہا ہے۔ خزانے سے تو جام مل جاتے ہیں اردو میں تو صرف جام کی خصوصیات ہی پڑھی جا سکتی ہیں۔ ہمارے پچھلے بھی اردو پڑھتے کم اور جام جم کے قصے زیادہ سناتے تھے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ مقتدرہ اسی شام غم میں غلطاں ہے۔

سمعیہ منیر (ملتان)

آپ جس کام میں لگے ہوئے ہیں، مجھے آپ پر ترس آرہا۔ جس کام نے کبھی ہونا ہی نہیں، آپ محض ثواب کے لیے دن رات ضائع کر رہے ہیں۔ چوہان صاحب کو کتنی بار انفرادی طور پر گزارش کی ہے کہ اس کے ٹوکے پہاڑ سے سر رگڑنے سے کچھ نہیں ہو گا۔ اپنا وقت ضائع نہ کریں۔ اب چوہان صاحب اپنے ساتھ دیگر مخلصین کا وقت بھی برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ پچھتر سال تک جو بات مانی نہیں گئی، آخر کیا دلیل ہے کہ یہ اب مانی جائے گی۔ چوہان صاحب تو شاید بات نہ مانیں البتہ دیگر لوگوں کو اس پر اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ میں نے ملتان بار میں بہت لوگوں سے بات کی ہے۔ کوئی بندہ اس کام کے لیے تیار نہیں۔ میں اپنی سی کوشش کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ یہ قوم مکمل طور پر غلامی اختیار کر چکی ہے۔ اسے نہ اپنی قوم سے کچھ غرض ہے اور نہ قومی زبان سے، اس لیے ان غلاموں کو ان کی ڈگر پر چلنے دیں۔ امید ہے آپ لوگ اپنا قیمتی وقت ضائع نہیں کریں گے۔ اس کے بجائے کچھ اچھا کرنے کی کوشش کریں، جس کو لوگ تسلیم بھی کریں۔ یہ وہ نیکی ہے، جس کا کوئی وارث بھی نہیں۔

(میں یہی کر سکتا تھا کہ سمعیہ منیر کا خط آپ کی نذر کر دوں، کل کہیں وہ یہ بھی نہ کہہ دے کہ وہ رسالے میں صرف اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں قارئین کی رائے کا خیال نہیں رکھتے۔ عصر حاضر میں اظہار رائے کی آزادی بہت بڑا مسئلہ ہے۔ ہم اس کی زد میں نہیں آنا چاہتے۔ ع۔ا۔ر۔ چوہان)

اقوام جہاں میں ہے رقابت تو اسی سے
تسخیر ہے مقصود تجارت تو اسی سے
خالی ہے صداقت سے سیاست تو اسی سے
کمزور کا گھر ہوتا ہے غارت تو اسی سے
اقوام میں مخلوق خدا بٹتی ہے اس سے
قومیت اسلام کی جڑ کٹتی ہے اس سے

(علامہ اقبال)

رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد میں تنظیم اساتذہ پاکستان کے زیر اہتمام منعقدہ کل پاکستان تعلیمی کانفرنس کے موقع پر ملک بھر سے آئے ہوئے اساتذہ کرام نے نفاذ قومی زبان کی قرار داد پر دستخط کیے۔

سابق دور حکومت میں عمران خان نے انگریزی کی لعنت پھر سے مسلط کر دی ہے۔ اس اخباری خبر کے مطابق نرسری سے مڈل سطح تک کا انگریزی نصاب شائع ہو چکا ہے۔ جب کہ نویں اور دسویں کے نصاب کی تیاری کے لیے ماہرین سے مشاورت کے بعد اس کی طباعت بھی شروع ہو جائے گی۔ ہمارے سارے حکمران ایک سے بڑھ کر ایک انگریزی کے پروردہ ہیں۔ یہ ملک دشمن طبقہ قوم کو جہالت کے اندھیروں کی طرف دھکیل رہا ہے۔ ریاست مدینہ کے نام پر قوم کو انگریزی کے دلدل میں پھنسانے کی مزموم سازش قابل مذمت ہے۔ قوم کب تک دھوکا کھائے گی۔ ان اقدامات کو فوری روکنا ضروری ہے۔

میٹرک کا سلیبس انگلش میں کرنے کا فیصلہ

محکمہ تعلیم کی جانب سے یکساں تعلیمی نصاب کے تیسرے مرحلے کا آغاز، آئندہ تعلیمی سال میں نہم اور دہم کیلئے انگلش میڈیم کتابیں متعارف ہوں گی

نصاب میں تبدیلی کیلئے ماہرین تعلیم سے باقاعدہ مشاورت کا عمل شروع، یکم اپریل تک نرسری سے مڈل تک مفت درسی کتب فراہم کردی جائیں گی

ملتان (خصوصی رپورٹر) نویں اور دسویں کا تمام سلیبس انگلش میں کرنے کا فیصلہ کرلیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق محکمہ تعلیم کی جانب سے یکساں تعلیمی نصاب کے تیسرے مرحلے کا آغاز کردیا گیا ہے جس میں آئندہ تعلیمی سال میں نہم اور دہم کے طلبہ کیلئے انگلش میڈیم کتابیں متعارف کروائی جائیں گی۔ ذرائع کے مطابق اس حوالے سے نہم و دہم کے نصاب میں تبدیلی کیلئے ماہرین تعلیم سے باقاعدہ مشاورت کا عمل بھی شروع کردیا گیا ہے، آئندہ تعلیمی سال شروع ہونے سے قبل ہی نہم و دہم کی کتابوں کی انگریزی چھپائی مکمل کرلی جائے گی۔ رواں سال نرسری تا مڈل تک کے نصاب کو انگریزی میں تبدیل کردیا گیا ہے۔ اسکے علاوہ یکم اپریل 2023 تک تمام سکولوں میں نرسری تا مڈل تک مفت درسی کتب فراہم کردی جائیں گی۔

تجربے نے یہی ثابت کیا ہے کہ فوجی حکمران ہوں، نواز لیگ، پیپلز پارٹی ہو یا تحریک انصاف قومی زبان کے بارے میں سب کا رویہ ایک جیسا ہے۔ سارے قومی زبان کو ریاستی اداروں سے باہر رکھ کر انگریزی کے تسلط کو مستحکم کرتے رہے ہیں۔ اصل مجرم یہی حکمران ہیں۔ نوکر شاہی تو وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ کے ماتحت ہوتی ہے۔ کس کی مجال ہے وہ وزیر اعظم کے احکامات کو نظر انداز نہ کرے۔ یہ انگریزی بچاؤ کلب ہے۔ جس میں نواز شریف، شہباز شریف، آصف زردار اور عمران خان سب شامل ہیں۔ جنرل ایوب خان، جنرل یحیٰ خان اور جنرل مشرف کا رویہ ان سے بھی زیادہ بدتر تھا۔ صرف جنرل ضیاء الحق نے قومی زبان سے وفاداری کرتے ہوئے مقتدرہ قومی زبان کا ادارہ قائم کیا اور سرکاری سطح پر نفاذ قومی زبان کے لیے بنیادی مراحل طے کروائے۔ ہمیں قوم کو درست حقائق سے آگاہ بھی کرنا ہے اور قومی زبان کے ساتھ غداری کرنے والوں کا محاسبہ بھی کرتے رہنا ہے۔

تحریک نفاذ اردو کے سلسلہ میں لکھی گئی نظم

اکرم ناصر
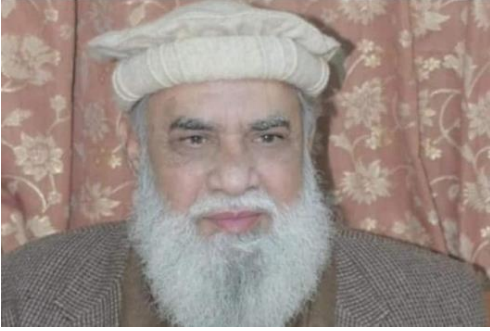
فصاحت کے، بلاغت کے، جو موتی رول سکتا ہو

مرا محبوب ایسا ہو، جو اردو بول سکتا ہو

مرا محبوب ایسا ہو، جو اردو بول سکتا ہو

جو کر سکتا ہو باتیں استعاروں اور کنایوں میں

جو رمزوں اور تشبیہوں کی گرہیں کھول سکتا ہو

مرا محبوب ایسا ہو، جو اردو بول سکتا ہو

جسے معلوم ہو، کیا، کب، کہاں، ہے کس طرح کہنا

جو اپنی بات کو کرنے سے پہلے، تول سکتا ہو

مرا محبوب ایسا ہو، جو اردو بول سکتا ہو

اسے آتا ہو لفظوں کے نگینے بر محل جڑنا

سخن ور ہو، سماعت میں مری رس گھول سکتا ہو

مرا محبوب ایسا ہو، جو اردو بول سکتا ہو

جو کٹ سکتا ہو، ڈٹ سکتا ہو، عزت اور حرمت پر

جو دب سکتا، نہ ڈر سکتا، نہ اکرم ڈول سکتا ہو

مرا محبوب ایسا ہو، جو اردو بول سکتا ہو

منفعت ایک ہے اسی قوم کی نقصان بھی ایک

ایک ہی سب کا نبی دین بھی ایمان بھی ایک

حرم پاک بھی، اللہ بھی قرآن بھی ایک

کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

(علامہ اقبالؒ)

ماہ صیام۔۔۔۔ماہ رخ حفیظ، ملتان

ماہ صیام آگیا مرحباً
پھر سے ھم کو تو ملا مرحباً
نیکیوں کا موسم بہار ھے
ہر پھول کی خوشبو نے کہا مرحباً
تاروں کو قسمت پہ اپنی ناز ھے
چاند کی کرنوں نے کہا مرحباً
رحمت و بخشش بھی برسنے لگی
رب کی رضا نے جب کہا مرحباً
سماں ھو سحر کا ھو یا افطار کا
ہر لمحہ ءبرکت نے کہا مرحباً
سجتی ہے جنت روزہ داروں کے لئے
باب ریان نے دی صدا مرحباً
تو ماہ, جشن, آمد قران ہے
جبریل, امیں نے کہا مرحباً

آپ بھی لکھیے !

ماہنامہ نفاذ اردو ڈیجیٹل ہر ماہ باقاعدگی سے شایع ہوتا ہے۔ آپ بھی اس میں لکھیں۔ موضوعات:

۱۔ قومی زبان اردو کے نفاذ کی اہمیت وضرورت

۲۔ انگریزی زبان کے تسلط کے نقصانات

۳۔ قومی زبان اردو کیسے نافذ ہو گی؟

مضامین، کالم، فیچرز، افسانے، شاعری، کہانیاں، تعلیم اور تدریس کے عملی تجربات ومشاہدات

مواد۔ کمپوز شدہ مواد، اغلاط سے پاک، مختصر اور معیاری وغیر مطبوعہ ہونا چاہیے۔ ترسیل شدہ مواد رسالے میں اشاعت سے پہلے سوشل میڈیا سمیت کہیں شائع نہ ہوا ہو۔

عطاء الرحمن چوہان، مدیر اعلی

کائنات عبدالرشید، مدیر منتظم

03495059760

قومی زبان کو آپ کی ضرورت ہے

ہمارے بزرگوں نے قائد اعظمؒ کی قیادت میں اردو زبان کا انگریزوں اور ہندوؤں کی پے درپے سازشوں سے بچا کر پاکستان کی قومی زبان قرار دلوایا۔ قائد عظمؒ کی رحلت کے بعد یہ زبان پھر دشمنوں کے نرغے میں ہے۔ کبھی اس کو سرکاری زبان کے لیے پچیس سال کی مدت دی جاتی ہے اور کبھی پندرہ سالوں کی۔ سارے مدتیں اور مہلتیں پے درپے ختم ہوئیں۔ معاملہ عدالت میں گیا تو ججوں نے اسے غیر معینہ مدت کے لیے موخر دیا۔ حسن اتفاق سے بلکہ حادثاً 2015 میں ایک تاریخی فیصلہ ہو گیا، جو حکمرانوں اور ججوں کے لیے گلے کا پھندا بنا ہوا ہے۔ جسے نہ اختیار کر رہے اور نہ انکار کر رہے ہیں۔

نوکر شاہی اپنے ٹاوٹوں کے ذریعے معاملے کو عدالت میں لے جاتی ہے اور وہاں اشرافیہ کے وکلاء ججوں کی صورت میں اپنے مشترکہ مفادات کی خاطر نفاذ قومی زبان کے مقدمات کو سرخانے میں ڈال دیتے ہیں۔ جب نظام عدل بانچھ ہو جائے تو فیصلے فریقین کو خود ہی کرنے پڑتے ہیں۔ ایک طرف طاقتور اشرافیہ ہے اور دوسری طرف پچیس کروڑ نہتے عوام ہیں۔ اشرافیہ کے ڈیڑھ دو ہزار افراد اپنے مزموم مقاصد کے لیے پچیس کروڑ عوام کا استحصال کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔ اور قومی زبان کو ایوان اقتدار سے باہر رکھ کر اپنے بزرگوں کی انگریزی زبان کو روز بروز مستحکم کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ جس کے نتیجے میں ملک لاقانونیت، طبقاتی کشمکس اور جہالت کے اندھیروں میں دھکیلا جارہا ہے۔ اس لاقانونیت، سینہ زوری اور خود غرضی کے خلاف تحریک نفاذ اردو پاکستان رائے عامہ کو منظم کر کے دستور پاکستان کے مطابق قومی زبان کا سرکاری زبان کا درجہ دلوانے کے لیے سرگرم عمل ہے۔ یہ ہم سب پر فرض اور بزرگوں کا قرض ہے۔ اس فرض اور قرض کی بجا آوری کے لیے ہمیں ایسے مردان کار کی ضرورت ہے جو قومی زبان کے لیے اور اپنا دستوری حق لینے جدوجہد کا حصہ بن سکیں۔

ایسے جواں ہمت سرفروش رضاکار فوری رابطہ کریں۔

تفصیلات کے لیے: شمولیت کے لیے واٹس پر مکمل کوائف ارسال کریں03495059760

www.tnupak.com, http://Facebook.com/TNUPAK

تحریک نفاذِ اردو پاکستان

نفاذ قومی زبان فرض بھی ہے اور قرض بھی

قومی زبان اردو کے نفاذ کے لیے ہر پاکستانی کو دعوت عام ہے کہ وہ تحریک نفاذ اردو پاکستان کے پلیٹ فارم سے اپنا کردار ادا کرے۔ یہ محض ذوق کا مسئلہ نہیں ہمارے لیے قوم کے مستقبل کی بنیاد ہے۔

ماہنامہ نفاذ اردو کے صفحات آپ کے لیے حاضر ہیں۔ اپنی نگارشات ہر ماہ کی 20 تاریخ تک ارسال فرمائیں۔ ہمارے مستقل موضوعات درج ذیل ہیں:

1۔ قومی زبان کے نفاذ کی اہمیت و ضرورت

2۔ انگریزی زبان کے تسلط کے نقصانات

3۔ یکساں اور قومی زبان میں نصاب تعلیم کی ضرورت و اہمیت

4۔ ایک قوم، ایک زبان

Whats app: 03495059760-- Email. tnupak@gmail.com